



سوال

یہ حیلہ ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک گاڑی خریدنا چاہتا تھا، گاڑیوں کے شوروم میں گیا، اور وہ گاڑی دیکھی جو میں (خریدنا) چاہتا تھا اور پھر ایک ایسے شخص کے پاس گیا جس سے میری جان پہچان تھی اور وہ قسطوں پر گاڑیوں کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہے۔ میں نے یہ مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا کہ میں وہ گاڑی تمہیں کرید کر دیتا ہوں لیکن قسطوں کی وجہ سے دس ہزار زیادہ قیمت وصول کروں گا تو میں نے شوروم پر جا کر پانچ سو ریال بیعانہ دے دیا اور پھر وہ میرے ساتھ شوروم پر آیا، گاڑی خریدی، تحریر لکھ دی اور اس نے اس کی نقد قیمت ادا کر دی اور جب ہم شوروم سے باہر نکلے تو اس نے پوچھا کہ گاڑی کہاں ہے؟ میں نے اسے گاڑی دکھائی تو اس نے کہا کہ تمہیں گاڑی مبارک ہو اور یہ کہہ کہ وہ چلا گیا۔ میں نے گاڑی لے لی جبکہ وہ اس کے نام پر ہے اور اس کے بعد میں نے حسب معاہدہ ماہانہ قسطیں ادا کرنا شروع کر دیں، تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بیع جائز ہے یا ناجائز؟ گاڑی تقریباً ایک سال سے میرے قبضہ میں ہے اور میں اسے قطعاً اس شرط کے ختم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا جو زیادہ قیمت ادا کرنے کے سلسلہ میں اس سے کی تھی۔ میری اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ بیع حرام اور سود کے لیے ایک حیلہ ہے کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اس آدمی نے آپ کو گاڑی کی قیمت سود پر قرض دی ہے اور اس نے اسے محض صوری طور پر خرید ہے جبکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ گاڑی خریدنا مقصود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حرام قرار دیا ہے، وہ حیلہ سازوں سے حلال نہیں ہو جاتے بلکہ حیلہ سازوں سے توقیحات اور نجات میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ حیلہ سازیاں آدمی کو ان یودیوں کے مشابہ بنا دیتی ہیں جو گھٹیا حیلوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں کو حلال ٹھہرایا کرتے تھے، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

(قال اللہ ایسود ان اللہ حرم (علم) جمعا مملوہ ثم باعہ فاکوا شئنا) (صحیح البخاری المصحح باب بیع الیئہ والاسنام ج: 2236 وصحیح مسلم المساقاة باب تحريم بیع الخمر والیئہ الخ ج: 1581)

"اللہ تعالیٰ یودیوں کو غارت کرے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربیوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے ان چربیوں کو پگھلا کر چیب دیا اور ان کی قیمت کو کھانے لگے۔"

اصحاب سبت کے واقعہ کو تو ہر مومن کتاب اللہ میں پڑھتا ہے کہ دریا کے کنارے آباد بستی کے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کو حرام قرار دیا تھا اور ان کی آزمائش کے طور پر ہفتہ کے دن سطح آب پر مچھلیاں اس قدر کثرت سے نمودار ہوتی تھیں کہ دوسرے دنوں میں اس طرح نمودار نہیں ہوتی تھیں، لیکن جب مدت دراز ہو گئی تو انہوں نے دیکھا کہ اب مچھلی کے شکار کے بغیر چارہ کار نہیں تو انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ جمعہ کے دن پانی میں جال ڈال جیتے تھے، ہفتہ کے دن آنے والی مچھلیاں ان کے جال میں پھنس جاتی تھیں اور یہ اتوار کے دن انہیں اپنے جال سے نکال لیا کرتے تھے، تو پھر انہیں اس حیلہ سازی کی سزا کی ملی؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:



وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الذِّمَّنَ اعْتَدُوا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَكُنَّا نَمُوكُونَ نَوَاقِرَ ذُرِّيَّتِكُمْ ۖ ۱۶۰ فَجَعَلْنَا كَمَا لَمْ يَدْرِيهَا وَآخِلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۖ ۱۶۱ ... سورة البقرة

"اور تم ان لوگوں کو خوب جلنتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (پہلی کا شکر کرنے) میں حد سے تجاوز کئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل و خوار بند رہو جاؤ اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور جوان کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا۔"

اس موقع کی مناسبت سے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان امور کے بارے میں حیلوں بہانوں سے کام نہ لیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور پھر یاد رہے کہ عقود میں اعتبار مقاصد کا ہونا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(اننا الاعمال بالنيات وانما لعل امرى بانوي) (صحیح البخاری بدو الوعی باب کیت کان بدو الوعی 1: صحیح مسلم الامارة باب قوله صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنية 1907)

"تمام اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے صرف وہی ہے جو اس نے نیت کی۔"

اور اگر یہ شخص واقعی اس کا دوست ہے تو پھر کیا خوب تھا کہ اسے سود کے بغیر قرض حسنہ دے دیتا اور اس طرح ان محسنین کی صف میں شامل ہو جاتا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۖ ۱۹۰ ... سورة البقرة

"بے شک اللہ نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

میں اس بھائی اور دوست کو جس نے یہ معاملہ کیا ہے، نصیحت کرتا ہوں کہ گاڑی کی قیمت پر وصول کرنے والے اس سود کو ختم کر دے اور صرف گاڑی کی اس اصلی قیمت کے وصول کرنے پر اکتفاء کرے جس پر آپ نے اسے خریدا ہے۔

حدا معذی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتویٰ

فتویٰ کمیٹی